امانت

شہر کی بھیڑ بھاڑ سے ذرا ہٹ کر ایک بلند و بالا عمارت کھڑی تھی، جس کے شیشوں میں دن کا سورج بھی کسی حسابی ترتیب سے جھلکتا تھا۔ یہ ایک بڑی کمپنی کا دفتر تھا اور اس کے اندر اکاؤنٹس کا شعبہ گویا اس عمارت کا دل تھا، جہاں ہر دھڑکن اعداد میں سنائی دیتی تھی۔ میرے دوست سلمان کا یہی دفتر تھا۔

وہ اکثر شام کو چائے پر بیٹھ کر دفتر کے قصے سنایا کرتا، مگر ایک دن اس کی باتوں میں ایک عجیب سنجیدگی تھی۔ ''تمہیں دو آدمیوں کی کہانی سناؤں؟ اس نے کہا۔

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ایک ہے نعمان...اور دوسرا فاروق صاحب۔''

نعمان

نعمان احمد درمیانی قد، نرم لہجہ، پیشانی پر ہلکا سا محراب بناتا ہوا سجدوں کا نشان۔ وہ اکاؤنٹس کے شعبے میں نائب ہیڈ تھا۔ اذان کی آواز سنتے ہی اس کی انگلیاں کیلکولیٹر سے ہٹ جاتیں، اور وہ یوں اٹھ کھڑا ہوتا جیسے کسی نے اسے یاد دلایا ہو کہ اصل حساب کہیں اور ہونا ہے۔ جمعہ کے دن وہ سب سے پہلے مسجد پہنچنے والوں میں ہوتا۔ رمضان آتا تو اس کے چہرے پر ایک خاص نور آجاتا۔ لوگ اس کی مثالیں دیتے، اس کا ذکر احترام سے کرتے۔

مگر سلمان نے کہا

''کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی بھی نظر آتی تھی جیسے کوئی اندر ہی اندر کسی اور حساب میں الجھا ہوا ہو۔''

فاروق

فاروق حسین، اکاؤنٹس کا ہیڈ۔

وہ نہ تو کبھی نماز کے لیے اٹھتا، نہ کسی نے اسے روزے کا ذکر کرتے سنا۔ اس کے چہرے پر نہ کوئی مذہبی نشان تھا، نہ کسی عبادت کی جھلک۔ مگر اس کی آنکھیں عجیب تھیں۔ گہری، ٹھہری ہوئی، اور جیسے ہر عدد کے پیچھے چھپی کہانی کو پڑھ لیتی ہوں۔

وہ فائل کھولتا تو اعداد اس کے سامنے راز کھول دیتے۔ ایک ایک روپے کا حساب وہ یوں رکھتا جیسے یہ صرف کمپنی کی رقم نہیں بلکہ اس کی اپنی امانت ہو۔ سلمان نے ایک دن پوچھا بھی تھا۔

سر، آپ اتنی باریک بینی سے سب کچھ کیوں دیکھتے ہیں؟'' فاروق نے بغیر سر اٹھائے کہا''

''امانت میں باریکی نہ رکھی جائے تو خیانت خود راستہ ڈھونڈ لیتی ہے۔''

پہلا دراڑ

ایک دن دفتر میں سرگوشیاں شروع ہوئیں۔ ''نعمان صاحب کے اکاؤنٹ میں کچھ گڑبڑ ہے۔'' پہلے تو کسی نے یقین نہ کیا۔ سلمان نے بھی ہنس کر بات ٹال دی۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔'' مگر حساب کھولا گیا۔ اعداد نے گواہی دی۔ رقم کم تھی اور نشانیاں نعمان کی طرف جا رہی تھیں۔ نعمان نے وضاحت دی، معافی مانگی، اور رقم واپس کر دی گئی۔ کمپنی نے اسے ایک موقع اور دے دیا۔

''مگر سلمان کہتا تھا، ''اس دن پہلی بار میں نے اس کے سجدے کے نشان کے پیچھے ایک سایہ دیکھا تھا۔،

تکرار

وقت گزرتا گیا، مگر کہانی ختم نہ ہوئی۔ دوسری بار، پھر تیسری بار، ہر بار وہی الزام، وہی تفتیش، وہی خاموشی۔ اور ہر بار سچ نعمان کے خلاف کھڑا ہو جاتا۔ آخر کار ایک دن فیصلہ سنا دیا گیا۔ نعمان احمد کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔

وہ دفتر سے نکلا تو اس کے ہاتھ خالی تھے اور پیشانی پر وہی نشان اب بھی موجود تھا، مگر جیسے اس کی چمک کہیں کھو گئی ہو۔

خاموش پہرہ دار

ادھر فاروق حسین بدستور اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔ چھ سال، چھ طویل سال۔

کروڑوں روپے اس کے ہاتھوں سے گزرے، مگر ایک پیسہ بھی کبھی مشکوک نہ ہوا۔ اس کے دراز میں ایک چھوٹی سی چابی رہتی تھی، تجوری کی چابی سلمان کہتا تھا،،

"وہ چابی جیسے صرف لوہے کی نہیں تھی، بلکہ اعتماد کی تھی، جسے وہ ہر روز بغیر شور کے سنبھالتا تھا۔ اگر کوئی معمولی غلطی بھی کرتا، فاروق فوراً پکڑ لیتا۔

"یہ حساب درست نہیں،" وہ کہتا، اور اس کی آواز میں نہ غصہ ہوتا نہ نرمی صرف سچائی ہوتی۔"

فیصلہ

ایک صبح دفتر میں اعلان ہوا۔ فاروق حسین کو ڈائریکٹر بنا دیا گیا ہے۔ تالیاں بجیں۔ مبارکبادیں دی گئیں۔ مگر سلمان خاموش کھڑا رہا۔ اس کے ذہن میں دو چہرے گھوم رہے تھے، نعمان اور فاروق۔

ایک جو سجدوں میں جھکتا تھا مگر امانت میں لڑکھڑا گیا اور دوسرا، جو شاید کبھی سجدے میں نہ جھکا، مگر امانت میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہا۔

سوال

اس شام سلمان نے مجھ سے کہا۔

،کیا تمہیں نہیں لگتا کہ ہم عبادت کو صرف ظاہری چیزوں میں ڈھونڈتے ہیں؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خود ہی بولا"

"شاید عبادت صرف نماز اور روزے کا نام نہیں... بلکہ امانت، دیانت، اور دوسروں کے حق کی حفاظت بھی عبادت ہے۔"

کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔ باہر کہیں اذان ہو رہی تھی اور میرے ذہن میں ایک اور سوال گونج رہا تھا

کہ جب اصل حساب ہوگا، تو وہاں تجوری کی چابی کس کے ہاتھ میں ہوگی؟